بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محدث دہلی

مدیر
نذیر احمد املوی رحمانی

جلد ۲	بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ مطابق ماہ اپریل ۱۹۴۷ء	نمبر ۱

مسئلہ علم غیب پر تحقیقی نظر

(۱۰)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے محدث کے دور ثانی کی پہلی جلد ختم ہوگئی، اس نمبر سے اب اس کی دوسری جلد شروع ہو رہی ہے۔ مذکورہ بالا عنوان کے ماتحت ہمارے مضمون کی ۹ قسطیں مسلسل شائع ہو چکی ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ اس بحث کے متعلق مخالفین کی اہم دلیلوں کے جوابات دے کر پہلی ہی جلد پر اس سلسلہ کو ختم کر دیں گے، لیکن احباب کا اصرار ہے کہ جب یہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے تو پھر اس کو ادھورا چھوڑنا مناسب نہیں بلکہ مخالف کی ہر چھوٹی بڑی دلیل کا مفصل جواب ہو جانا چاہئے۔ اس لئے ابھی چند نمبروں تک یہ بحث اور جاری رہے گی۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو ماضی ومستقبل کی تمام حاضر وغائب اشیاء پر تفصیلی طور پر حاوی ومحیط ثابت کرنے کے لئے رضاخانی حضرات کی چار دلیلوں کے جوابات بحمد اللہ ہم دے چکے، آج ان کی پانچویں اور چھٹی دلیل کے جوابات عرض کئے جاتے ہیں۔

پانچویں دلیل عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (مشکوۃ ج ۱ ص ۶۹)

یعنی عبد الرحمن بن عائش حضرمی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو ایک خاص صفت میں دیکھا۔ اُس نے پوچھا فرشتے آپس میں کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں، میں نے کہا آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھ دی (یعنی مجھ پر اپنے خاص فیض ولطف کا نزول فرمایا) میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ اور دل میں محسوس کی (یعنی وہ مخصوص فیض میرے دل کی گہرائیوں میں پہنچ گیا) پس میں نے آسمانوں اور زمین کی چیزوں کو جان لیا اور یہ آیت پڑھی وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ" یعنی اور اسی طرح ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں۔ تاکہ وہ (خالق کی ذات وصفات کے) عارف ہو جاویں اور تاکہ (ازدیاد معرفت سے) کامل یقین کرنے والوں سے ہو جائیں۔"

مخالفین کہتے ہیں کہ اس حدیث کا یہ جملہ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پس میں نے آسمانوں اور زمین کی چیزوں کو جان لیا) اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ آپ کو تمام چیزوں کا تفصیلی علم حاصل تھا۔

پہلا جواب لیکن اس حدیث کا اصل تحقیقی جواب تو ہم بعد میں دیں گے پہلے اس کو صحیح اور قابل حجت مان کر نقض اجمالی کے طور پر ہم یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے متنازع فیہ مدعا پر استدلال کا دارومدار لفظ "ما" کے عموم واستغراق پر ہے۔ حالانکہ منجملہ ان نقلی وعقلی دلائل کے جو پہلی اور دوسری دلیلوں کے جوابات کے سلسلہ میں گذر چکے ہیں۔ خود اس حدیث میں بھی ایک کھلا ہوا قرینہ ایسا موجود ہے جو بصراحت اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں "ما" سے تمام اشیاء اور جملہ کائنات مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ساتھ ہی قرآنی آیت وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۵] کی تلاوت کر کے آنحضور نے اس علم و انکشاف کی نوعیت بھی بتادی گئی ہے۔ یعنی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین کی مخلوقات وعجائبات کا مشاہدہ کرایا گیا اُسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان چیزوں کا علم دیا گیا۔

پس دو حال سے خالی نہیں، یا تو یہ کہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی جملہ کائنات کا تفصیلی، کلی اور محیط علم

---

[۵] قولہ نری مضارع فی اللفظ ومعناہ الماضی والعدول لارادۃ حکایۃ الحال الماضیۃ استحضارا واستغرابا ای ارینا ابراھیم قالہ القاری فی المرقاۃ ج ۱ ص ۴۶۳ (منہ)

حاصل تھا، آنحضور ؐ کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں۔ اور یا یہ کہو کہ "ما" سے یہاں عموم واستغراق مراد نہیں۔ پہلی شق تو خود بریلوی حضرات کے نزدیک بھی باطل ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ لہذا دوسری شق متعین ہے معلوم ہوا کہ آپ کو تمام اشیاء کا تفصیلی علم حاصل نہ تھا۔ وہو المطلوب۔

دوسرا جواب اس کا دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح معتبر، اور قابل احتجاج ہے ہی نہیں، بلکہ ضعیف، مضطرب اور ناقابل اعتبار ہے۔ چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عبدالرحمن بن عائش الحضرمی لہ حدیث واحد الا انہم یضطربون فیہ وہو حدیث الرؤیۃ (ھازن ج ۱ ص ۵۵) عبدالرحمن بن عائش حضرمی سے صرف یہی ایک حدیث رؤیۃ (باری تعالیٰ) والی مروی ہے اور وہ بھی مضطرب ہے۔ امام بیہقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وقد روی من طرق کلہا ضعاف وفی ثبوتہ نظر (حوالہ مذکور) یعنی یہ حدیث جتنی سندوں سے مروی ہے۔ سب ضعیف ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں کلام ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ عبدالرحمن بن عائش الحضرمی شامی قال ابوحاتم اخطأ من قال لہ صحبۃ و قال ابوزرعۃ لیس بمعروف وقال البخاری لہ حدیث واحد یضطربون فیہ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۹۸) یعنی عبدالرحمن بن عائش حضرمی ملک شام کا رہنے والا ہے۔ ابوحاتم فرماتے ہیں (یہ صحابی نہیں) جس نے اس کو صحابی سمجھا ہے وہ غلطی پر ہے۔ امام ابوزرعہ فرماتے ہیں۔ یہ غیر معروف شخص ہے۔ علامہ عبدالرؤف المناوی فرماتے ہیں فیہ معاویۃ بن عمران الحرمی لا یعرف (جامع ازہر) یعنی اس حدیث کے راویوں میں ایک شخص معاویۃ بن عمران حرمی ہے جو غیر معروف (نامعلوم) ہے۔

پس ان محدثین عظام کی تصریحات کے مطابق جب یہ حدیث صحیح ہی نہیں ہے۔ تو اس سے اس مدعا پر استدلال کرنا ہی سرے سے غلط ہوا اور یہ دعویٰ ثابت نہ ہوا کہ آنحضور علیہ السلام کو تمام اشیاء کا تفصیلی اور محیط علم حاصل تھا۔

چھٹی دلیل مخالفین کی چھٹی دلیل یہ حدیث ہے:۔

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کما انظر الی کفی ھذہ جلیان من اللہ جلاہ اللہ لنبیہ کما اجلی للنبیین من قبلی (کنز العمال ج ۶ ص ۹۵ ومجمع الزوائد عن عمر ج ۸ ص ۲۸۷ والجامع الازہر للمناوی عن ابی عمر)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے لئے اٹھایا۔ پس میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ ان دونوں چیزوں کو میرے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کھول دیا تھا جس طرح مجھ سے پہلے نبیوں کے لئے۔

مخالفین کہتے ہیں کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضور کے سامنے ساری دنیا "مثلِ کفِ دست" پیش کردی گئی۔ اور آپ نے اس کو اور اس کی ساری کائنات کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ آپ کو تمام اشیاء کا کلی اور تفصیلی علم حاصل تھا۔

پہلا جواب لیکن مذکورہ بالا پانچویں دلیل کی طرح اس کا بھی اصل تحقیقی جواب دینے سے پہلے ہم اس کو صحیح اور قابلِ حجت مان کر الزامی یا نقض اجمالی کے طور پر پہلا جواب تو یہی دیتے ہیں۔ کہ یہاں بھی تمام اشیاء اور جملہ کائنات کا تفصیلی اور محیط انکشاف مراد نہیں ہے۔ کیونکہ دیگر عقلی و نقلی قرائن کے علاوہ خود اس حدیث میں بھی بصراحت مذکور ہے۔ کَمَا جَلّٰی لِلنَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِنْ قَبْلِہٖ یعنی آنحضور علیہ السلام کے سامنے ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے **اسی طرح** کھولا اور ظاہر کیا **جس طرح آپ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کے سامنے ظاہر کیا تھا۔**

پس اگر "مثلِ کفِ دست" ظاہر ہونے کا یہ مطلب ہو کہ تمام اشیاء و جملہ کائنات تفصیلی طور پر آنحضور کے سامنے ظاہر کر دی گئیں۔ تو یہی مطلب دوسرے انبیاء علیہم السلام کے متعلق بھی لینا پڑے گا۔ اور کہنا پڑے گا۔ کہ دوسرے انبیاء کو بھی آنحضورؐ ہی کی طرح جملہ کائنات کا تفصیلی اور محیط علم حاصل تھا۔ حالانکہ بریلوی حضرات اس بات کے قائل نہیں۔ مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے "الکلمۃ العلیا" میں صاف لکھا ہے کہ "دوسرے انبیاءؑ کے علوم کی مثال آنحضورؐ کے علوم کے سامنے ایسی ہی ہے جیسے ایک قطرہ دریا کے سامنے"

پس جب دوسرے انبیاءؑ کو تمام اشیاء کا تفصیلی اور کلی علم حاصل نہ تھا۔ تو اسی حدیث کے مطابق آنحضورؐ کے لئے بھی یہی شان تسلیم کرنی پڑے گی۔ ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دوسرا جواب اس کا دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بھی ضعیف اور ناقابلِ احتجاج ہے۔ حافظ علاء الدین علی المتقی نے کنز العمال میں جہاں یہ روایت ذکر کی ہے۔ وہاں ساتھ ہی اس پر یہ جرح بھی کردی ہے وَسَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ یعنی اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ اسی طرح حافظ نور الدین الھیثمی اور علامہ عبد الرؤف المناوی نے بھی علی الترتیب مجمع الزوائد اور الجامع الازہر میں یہ حدیث نقل کرتے ہوئے صاف لکھا ہے۔ ورجالہ وثقوا علی ضعف کثیر فی سعید بن سنان الرھاوی یعنی اس حدیث کے راویوں کی بعضوں نے توثیق کی ہے حالانکہ اس کا ایک راوی سعید بن سنان سخت ضعیف ہے۔

سعید بن سنان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں متروک ورماہ الدارقطنی وغیرہ بالوضع (تقریب التہذیب صفحہ ۱۲۶)۔ یعنی یہ متروک ہے۔ اس کے متعلق امام دارقطنی وغیرہ محدثین نے کہا ہے کہ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)